یہی وجہ ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں اڈیٹر برہان کے قلم سے جو بعض تنقیدی مضامین نکلے ہیں ان کو پڑھ کر وہ حضرات جن پر تنقید کی گئی تھی نہ صرف یہ کہ بددل اور بدمزہ نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے بھی دعائیں دی ہیں اور شکریہ کے خطوط لکھے ہیں۔ جو بات ایمانداری اور علمی دیانت کے ساتھ کہی جاتی ہے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی اور اس کے برخلاف جس اختلاف خیال کا اظہار معاندانہ طریقہ پر ہوتا ہے اس سے بجائے نفع کے ہمیشہ نقصان ہی پہنچتا ہے اور اصل مقصد کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ احباب کرام اگر برہان کی اس طبعی خصوصیت اور مزاج کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں تو بہت سی زحمتوں سے بچ جائیں گے۔

۲۵/ اگست کو انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ کی زیر ہدایت پورے ملک میں یوم اردو بڑے جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا۔ لیکن جہاں تک اردو کے لئے حکومت سے کہنے سننے اور درخواست کرنے کا تعلق ہے تو اس کا صاف معاملہ یہ ہے کہ

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

تو اب سوال یہ ہے کہ آخر آپ پھر خط کب تک لکھتے رہیں گے اور اس سے اردو کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت سے عرض معروض اور اس سے کہنے سننے کے کام کو چند لوگوں کے سپرد کر کے اردو کے لئے اصل تعمیری کوششیں کی جائیں جن کی وجہ سے اردو نے ماضی میں شاندار ترقی کی ہے اور جن کے بغیر کوئی بھی زبان نہ زندہ رہ سکتی ہے اور نہ ترقی کر سکتی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ گذشتہ دس سال میں ہم نے اردو کے لئے چیخ پکار کافی کی ہے اور اپنا بڑا وقت اور روپیہ حکومت سے اپنی بات منوانے پر صرف کیا ہے لیکن عوام میں اردو کو مقبول بنانا علوم وفنون سے اس کے دامن کو مالا مال کرنا۔ بالغوں کی اردو تعلیم کے مرکز جگہ جگہ قائم کرنا عمدہ لٹریچر کے ذریعہ نوجوانوں میں اردو کا ذوق پیدا کرنا۔ اردو صحافت کا معیار اونچا کرنا۔ ہندی زبان میں اردو کے شاہکار شائع کرنا۔ اردو اہل قلم اور ناشرین کی حوصلہ افزائی کا سامان کرنا وغیرہ وغیرہ ان چیزوں کی طرف توجہ کم کی گئی ہے۔ حالاں کہ اصل ضروری کام یہی ہے اور صرف اسی سے اردو کے مسئلہ کا حل پیدا ہو سکتا ہے۔